Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون: ۴۴۹ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | ہفتہ: ۲۹۔ رجب ۱۴۱۳ھ، ۲۳۔ صلح ۱۳۷۲ ہش، ۲۳۔ جنوری ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۹

اس سال کو انسانیت کا سال بنائیں

مَیں نے پچھلے خطبے میں انسانیت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کی تعلیم دی تھی۔ یہ کہا تھا کہ اس سال کو انسانیت کا سال بنائیں۔ جتنی طاقت ہے اس طاقت کے مطابق دنیا کو صحیح پیغام پہنچائیں۔ طاقت کے صحیح استعمال کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے، اور اگر صحیح استعمال ہو تو انسان کمزور ہونے کے باوجود بھی بڑے بڑے کام کر سکتا ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اگر تم اس دنیا میں آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو خدا کی طرف جھک جاؤ اور اپنی اصلاح کر لو اور پورے طور سے خدا کے ہو جاؤ (۔۔۔) پنجابی کی مشہور مثل ہے کہ جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو۔ اصل بات یہی ہے کہ خدا خوش ہو تو سب خوش ہو جاتے ہیں۔ خدا کا راضی کرنا مقدّم ہے۔ نادر شاہ کے حملہ کے وقت دلّی کے بعض عقلمندوں نے کیا خوب کہا ہے ؎

شومئے اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت"

(ملفوظات جلد پنجم صـ ۵۰۴)

خدا تعالیٰ کا ذکر بہت کیا کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

"اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا کہ صبح و شام اس کی تسبیح میں مشغول رہو اور خدا تعالیٰ کا ذکر بہت کیا کرو۔ اس کی رحمت کے وارث بننے کے لئے یہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ (۔) اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمتوں سے نوازے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو کہا ہے کہ میرے وہ بندے جو میرے ذکر کثیر میں مشغول ہوں اور صبح و شام میری تسبیح اور تحمید میں لگے ہوں ان کے لئے تم بھی دعائیں کرتے رہو کیونکہ صلوٰۃ کا لفظ جب ملائکہ کے لئے آئے یا انسانوں کے لئے آئے تو اس کے معنی دعا کرنے کے ہوتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کے لئے آئے تو اس کے معنی ہوتے ہیں رحمت کا سلوک کیا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری یہ رحمت ذکر کثیر اور صبح و شام تسبیح کرنے کے نتیجہ میں جس شکل میں ظاہر ہوتی ہے وہ اصولی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ فلاں رحمت یا فلاں رحمت (قرآن کریم) نے اس کی تفصیل بھی بتائی ہے لیکن یہاں یہ فرمایا ہے کہ اصولی طور پر تم خدا کی رحمت کے مستحق اور ملائکہ کی دعاؤں کے وارث ہو جاؤ گے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے لئے نور کے سامان پیدا کئے جائیں گے یعنی اس کے نتیجہ میں (۔) اندھیرے دور کر دیئے جائیں گے اور زندگی منور ہو جائے گی۔ اور اس نور کے متعلق (کلام پاک) نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ وہ نور اس دنیا میں بھی صراط مستقیم سے بھٹکنے سے محفوظ رکھتا ہے اور رحمت کے راستوں پر چلاتا ہے مثلاً رات کے اندھیرے میں جس وقت ہوائی جہاز کسی ایروڈروم پر اتر رہا ہوتا ہے تو اس کو راستہ دکھانے کے لئے روشنیاں جلائی جاتی ہیں اسی طرح سمجھ لیں کہ آپ رحمت باری کے حصول کے بعد اندھیروں سے نکل کر روشنی کی راہ کو اختیار کرتے ہیں تو آپ کو یقین ہوتا ہے (جس طرح اس پائلٹ کو یقین ہوتا ہے کہ میں صحیح سلامت خود بھی اور مسافروں کو بھی اتاروں گا) کہ آپ صراطِ مستقیم پر قائم رہیں تو یہ ایک بنیادی فضل اور احسان ہے۔ اللہ کا جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے یعنی ان کے لئے ایک نور کی پیدائش کا حکم نازل کرتا ہے اور خدا کا ایک (صاحب ایمان) بندہ خدا کے نور میں صراط مستقیم پر آ گے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اس کے بے شمار فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے جب یہ کہا کہ میں اگر کسی کے لئے رحمت کا ارادہ کروں تو دنیا کی کوئی طاقت اسے میری رحمت سے محروم نہیں کر سکتی تو وہاں یہ مطلب نہیں تھا کہ بلا وجہ اور بغیر انسان کی کسی کوشش اور عزم کے کہ میں نے خدا کے احکام کی پابندی کرنی ہے کسی گندے۔ نااہل کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ رحمت کا وارث بنا دیتا ہے اور جنہیں وہ اعمال صالحہ سمجھتا ہے وہ بھی اس کے لئے بے ثمر ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔"

از خطبہ فرمودہ ۹ ظہور (اگست) ۱۹۶۷ء

خدا تعالیٰ کا شکر کرنا ہی اس کا ذکر ہے
ہر بات پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

درخواست دعا

مکرم میجر عبدالقادر صاحب ناظر دیوان کہتے ہیں:

"میری اہلیہ جو ۱۰۔ جنوری کو بے ہوشی کی حالت میں فضل عمر ہسپتال میں داخل ہوئی تھیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے گھر واپس آگئی ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اور ہر قسم کی پیچیدگی اور شر سے محفوظ رکھے۔

خاکسار خود بھی عرصہ تقریباً ایک سال سے عارضہ قلب میں مبتلا ہے۔ صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔"

اعلان نکاح

مکرمہ عظمیٰ سمیع صاحبہ بنت مکرم سردار عبدالسمیع صاحب لاہور کا نکاح مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب ابن مکرم سید نور احمد صاحب فیصل ٹاؤن لاہور کے ساتھ ایک لاکھ روپے حق مہر پر قرار پایا۔ مکرم مولوی محمد یونس صاحب خالد مربی سلسلہ نے بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں مورخہ ۱۵۔ جنوری ۱۹۹۳ء کو نماز جمعہ کے بعد نکاح کا اعلان فرمایا۔

عزیزہ عظمیٰ حضرت مولانا ظہور حسین صاحب سابق مربی روس کی نواسی اور مکرم ڈاکٹر احسان علی صاحب کی پوتی ہیں۔ اور دولہا ڈاکٹر صاحب کے نواسے ہیں۔

احباب جماعت سے اس رشتے کے بہت ہی بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب رخصتانہ

○ محترمہ شمیلہ کلیم خان صاحبہ بنت مکرم کلیم اللہ خان صاحب کی تقریب رخصتانہ بہمراہ مکرم ڈاکٹر نعیم احمد نعمانی صاحب مقیم امریکہ ابن مکرم نذیر احمد خان صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ایبٹ آباد مورخہ ۲۹۔ دسمبر ۱۹۹۲ء کو امریکہ میں منعقد ہوئی۔

اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بہت بابرکت فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳- صلح ۱۳۷۲ہش ۲۳- جنوری ۱۹۹۳ء

توکّل علی اللہ کی ضرورت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ - اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے - فرماتے ہیں - "توکّل کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے - جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلّت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے - جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہمیشہ سے سنّت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں - اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں -"

ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور اسکی طاقتوں کو جانتا اور پہچانتا ہے وہ اس بات پر بھی یقین رکھتا ہے کہ اسکی اپنی طاقت کتنی کم ہے اور خدا تعالیٰ کی قدرتیں کتنی زیادہ ہیں ہر وہ کام جو وہ کرنا چاہتا ہے اگر وہ اکیلا کرے تو اس کے کیا نتائج ہونگے - اور اگر اس کے ساتھ اس کام میں خدا تعالیٰ بھی شامل ہو جائے تو نتائج کیا ہونگے - یہی احساس اور یہی یقین انسان کو خدا تعالیٰ پر توکل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اسکی توجہ کو خدا تعالیٰ کی طرف جُھکنے پر آمادہ کرتا ہے -

توکّل کے متعلق یہ بات جان لینے کی ضرورت ہے کہ توکّل کام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دینے کا نام نہیں ہے - یہ نہیں کہ انسان خود تو کچھ نہ کرے اور کہہ دے کہ مَیں تو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں - اونٹ کا گھٹنا تو باندھنا ہی پڑتا ہے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا جائے اور پھر بھی اونٹ محفوظ ہی رہے یہ معجزہ تو ہو سکتا ہے معمول کی بات نہیں اور انسان کو معجزے تلاش کرنے کی بجائے معمول کی باتیں درست رکھنی چاہئیں پہلے خود کام کرے - اگرچہ شروع کرتے وقت بھی اسے اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ خدا کی مدد ہی سے کام ہوگا - لیکن شروع تو کرے اور پھر خدا تعالیٰ کی مدد کو شامل حال کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کرے تو یقیناً کامیابی ہوگی اور اس کامیابی سے بہت بڑھ کر کامیابی ہوگی جو اس کے اکیلے کام کرنے سے ہوتی -

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی طاقت ہی کیا ہے - اور اس کی کامیابیاں ہی کیا ہیں - جب تک وہ خدا کو اپنے ساتھ نہ ملائے - اور جب تک اللہ تعالیٰ ہی کو کامیابی کا راز نہ سمجھے اس وقت تک نہ اسکی طاقت کام آتی ہے نہ اسے صحیح معنوں میں کامیابی حاصل ہوتی ہے -

اور یہ کوئی نئی بات نہیں کہ جس کا آج تجربہ کیا جائے - حضور اقدس فرماتے ہیں کہ یہ سُنّت اللہ ہے اور ازل سے ایسا ہی ہوتا آرہا ہے -

خدا پر کام تو چھوڑو مگر یہ شرط ہے اسکی
کہ پہلے اپنی استعداد کو تم کام میں لاؤ
ازل سے مالکِ کون و مکاں کی ہے یہی سُنّت
ہلاؤ ہاتھ پاؤں اپنے اور پھر اسکے پاس آؤ

ابوالاقبال

○

کہیں گرنا کہیں سنبھلنا تھا
تم کو رستہ نہیں بدلنا تھا

ان کے کاٹے کا کچھ علاج نہیں
آنسوؤں کو نہیں نگلنا تھا

اپنے ہمراہ کس طرح چلتے
تیرے ہمراہ بھی تو چلنا تھا

اشک سے بھی نہیں گِلہ کوئی
یہ ستارہ کبھی تو ڈھلنا تھا

اشکِ تنہا خرام کو اے دل
گھر سے باہر نہیں نکلنا تھا

بانجھ تھا یہ درخت نفرت کا
پھولنا تھا اسے نہ پھلنا تھا

ایک دو روز کی یہ بات نہ تھی
عمر بھر یہ چراغ جلنا تھا

کیا ضروری تھا مسکراتا بھی
جب اسے زہر ہی اُگلنا تھا

رات رُکنا تھا گھر کے سائے کو
صبح سورج کے ساتھ چلنا تھا

یہ جو تازہ ہوا کا جھونکا تھا
اس نے طوفاں کا رُخ بدلنا تھا

ساری دنیا بھی گر بدل جاتی
تم کو مضطرؔ نہیں بدلنا تھا

چوہدری محمد علی

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکارِ عالیہ

"فی ذاتہٖ کھیل کود اور لہو و لعب یا عیش و عشرت ایسی چیزیں ہیں جن سے انسان کلیۃً جدا ہو ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے۔ لیکن ہمیشہ جب کھیل کود خدا تعالیٰ کی محبت کے مقابل پر آتے اور کھیل کود کو انسان قربان کر دے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو اختیار کر لے تو یہی انسانی جذبہ (بخشش) اور رضوان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

شہواتِ نفسانی بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ (صاحبِ ایمان) کی زندگی میں شہوات کا کوئی دخل نہیں۔ مگر جب وہ تابع مرضیٔ مولیٰ ہو جائیں تو (بخشش) اور رضا کا موجب بن جاتی ہیں۔ اور خدا کی خاطر شہوات چھوڑنے کا نام اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

پھر زینت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (صاحبِ ایمان) بھی زینت اختیار کرتے ہیں لیکن ان کی زینت کا تصور بدل جاتا ہے۔ وہ لباس التقویٰ میں زینت حاصل کرتے ہیں۔ اس سے عاری رہ کر تو کوئی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ زینت کی تمنا تو ہر انسان کو حاصل ہے۔ مگر (۔) وہ ایسی زینت اختیار کرنے لگ جاتے ہیں جس میں ان کو ظاہری زینت کی نسبت زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور چینِ دل وہ بھی پا رہے ہیں اس زینت میں، لیکن وہ مختلف قسم کی زینت ہے۔ اور اس کے نتیجے میں جب وہ ایسی زینت حاصل کرتے ہیں تو ان میں بھی رشک کے جذبے ہیں وہ بھی چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے سے بڑھیں (۔) ان کے اندر بھی مسابقت کی روح پیدا ہوتی ہے، وہ بھی چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔ لیکن ان کی سبقت کا رخ بدل جاتا ہے۔ وہ اموال اور اولاد میں سبقت کی بجائے اللہ تعالیٰ سے (بخشش) کے حصول میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور رضائے باری تعالیٰ میں سبقت کی کوشش کرتے ہیں (۔)۔

ایک ہی قسم کی زندگی میں مبتلا ہونے والے دو قسم کے لوگ دکھائے گئے۔ ایک وہ جو دنیا کو اپنا مدعا اور شعار بنا لیتے ہیں۔ ایک وہ جو دنیا میں رہتے ہوئے، بظاہر اسی قسم کی زندگی بسر کرتے ہوئے اللہ کو، اپنے رب کو اپنا مدعا اور مطلوب بنا لیتے ہیں فرماتا ہے کہ ان کی زندگی ناکام نہیں ہوتی۔ نہ اس دنیا میں ان کو عذاب نصیب ہوتا ہے نہ اُس دنیا میں ان کو عذاب ملتا ہے۔ اس دنیا میں بھی وہ اللہ سے راضی رہتے ہیں اور اُس دنیا میں بھی وہ اللہ سے راضی رہیں گے۔ اس دنیا میں بھی اللہ کی (بخشش) کے نمونے دیکھتے رہتے ہیں اور اُس دنیا میں بھی اللہ کی (بخشش) کے نمونے دیکھیں گے۔

پس یہ وہ پاکیزہ نقشہ ہے اور موازنہ ہے چند الفاظ میں، جس میں ساری انسانی زندگی کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کو چاہئے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ ان تمام چیزوں میں یہ پیشِ نظر رکھے کہ نہ لعب غالب آئے، نہ لہو غالب آئے، نہ زینت غالب آئے۔ نہ تفاخر غالب آئے۔ نہ تکاثر غالب آئے۔ یہ ساری وہ چیزیں ہیں کہ اگر وہ دنیا کے لحاظ سے قوموں پر غالب آجائیں تو قومیں تباہ ہو جایا کرتی ہیں۔ بلکہ ان سارے جذبات کو مذہبی اقدار میں تبدیل کریں اور مذہبی اقدار کی پیروی کی طرف اپنی توجہات کو مبذول کر دیں۔

لذتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ یہ وعدہ فرماتا رہا ہے کہ تمہیں کم نہیں حاصل ہوں گی۔ مثلاً لہو ہے۔ لہو اختیار کرتے میں بھی ایک لذت ہے۔ مگر اللہ کی خاطر چھوڑنے میں بھی ایک لذت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لذت زیادہ ہے۔ زینت میں لذت تو ہے لیکن ظاہری زینت میں بھی ایک لذت ہے اور باطنی زینت میں بھی ایک لذت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن کو باطنی زینت حاصل ہو جائے ان کو ظاہری زینت کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔ وہ بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور بے نیازی بتا رہی ہے کہ اندرونی زینت زیادہ لذت کا موجب ہے۔ اسی طرح تکاثر جو ہے یعنی مال اور اولاد میں تکاثر، جب (بخشش) اور رضوان کے تکاثر میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے سے دوڑ شروع ہو جاتی ہے (ایمان والا) کی کہ ہم رضائے باری تعالیٰ کو زیادہ حاصل کریں تو اس میں ایسی لذت پاتے ہیں۔ وہ ان ساری چیزوں کو حقیر سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ پھر یہ ساری چیزیں وہ شوق سے اللہ کے سامنے نچھاور کر دیتے ہیں اُن کو ان کی پرواہ ہی نہیں رہتی۔ ان سے بے تعلق DETACH ہو جانے لگ جاتے ہیں اور ان کو یوں نظر آتا ہے کہ جس طرح ان میں جان ہی کوئی نہیں۔ دیکھتے ہی اس کو زرد ہیں۔ دنیا کو ایسی حالت میں دیکھتے ہیں جو ان کی کشش کو جذب نہیں کر سکتی۔ بے کیف زندگی دکھائی دیتی ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے اس سے ایک علیحدہ زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کی توجہ کو اب زیادہ بہتر مقصد مل گیا ہے۔

یہ وہ نقشہ ہے جو جماعت کو اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ اس کو اختیار کئے بغیر ہم دنیا میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

یہ وہ (دینی) معاشرہ ہے جس کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آخر پر جس کی تصویر کھینچی ہے۔ جب تک ہمیں یہ معاشرہ حاصل نہیں ہوتا ہم دنیا کے معاشرے کو بدل نہیں سکتے۔ بلکہ جب بھی ہم میں سے کوئی اس معاشرے میں جائے گا وہ مغلوب ہو جائے گا۔

میں نے دیکھا ہے کہ کمزور طبیعت کے لوگ انگلستان اور یورپ کے سفر میں جب ظاہری طور پر لہو و لعب کو کھل کھیلتا دیکھتے ہیں تو بے انتہا مغلوب ہو جاتے ہیں، ذہنی طور پر وہ سمجھتے ہیں کہ لو جی، اصل زندگی تو ہے ہی یہی۔ ہم تو خواہ مخواہ خراب ہی رہے دنیا میں۔ ہم نے کیا حاصل کیا۔ کچھ بھی نہیں۔ رہنا ان کو آتا ہے، پہننا ان کو آتا ہے، اوڑھنا بچھونا ان کو آتا ہے۔ کیسی خوبصورت گلیاں ہیں، کیسے خوبصورت محل بنے ہوئے ہیں۔ خوبصورت BEECHES (ساحلِ سمندر) ہیں، سمندر کے کنارے ہیں، باغات ہیں، پارک ہیں۔ تو ساری زندگی یہیں پڑی ہے۔ ہم تو خواہ مخواہ جس کو پنجابی میں کہتے ہیں، خجل خراب ہی ہوتے رہے اسی۔ یعنی عمر ضائع اور خراب کر دی اپنی۔ تو وہ یہ تاثر لے لیتے ہیں۔ کیوں لیتے ہیں؟ اس لئے لیتے ہیں کہ اس کے مقابل پر ان کی ذات میں کوئی اعلیٰ اقدار نہیں ہوتیں جن سے وہ راضی ہوں۔ خالی برتن لے کے جاتے ہیں، اس لئے وہ اس گندگی سے بھر جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سب اقدار کے بدلے تم بہتر اقدار اپنے اندر پیدا کرو اور (بخشش) اور رضوان میں سبقت لے جانے کی عادت ڈالو۔ جب تمہاری توجہ اپنے رب کی طرف مبذول ہو جائے گی اور اس کی رضا کی طرف مبذول ہو جائے گی، تو یہ چیزیں لذت کھو دیں گی۔ پھر تم ان کو کھوکھلے برتنوں کی طرح دیکھو گے۔ تم نظر ڈالو گے ان پر، لیکن رحم کی نظر ڈالو گے۔ رشک اور حسد کی نظر نہیں ڈالو گے۔ تم اپنے آپ کو بہتر انسان سمجھو گے۔"

اس کے بعد فرمایا:۔

"پس جہاں اپنی حفاظت کریں ان لذتوں میں اپنے آپ کو ضائع نہ کریں۔ اپنے وقار کو قائم رکھیں، اعلیٰ مقاصد کی حفاظت کریں، اپنی ذات میں وہ عظمتِ کردار حاصل کریں جو سب سے زیادہ انسان کو لذت پہنچاتی ہے اور تسکین بخشتی ہے۔ وہاں اپنے ان بھائیوں اور بہنوں کے لئے بھی دعائیں کریں جو غیر قوموں میں آج (دینِ حق) کے سفیر بنے ہوئے ہیں۔ خدا کرے ہر میدان میں ان کو فتح نصیب ہو۔ اور ایسی فوجوں میں تبدیل نہ ہو جائیں جو فتح کرنے جاتی ہیں، لیکن ان کے سارے سپاہی وہیں کٹ مرتے ہیں اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کچھ زخم تو لگیں گے اس راہ میں (دینی سعی) میں لگتے ہی ہیں۔ لیکن بالآخر فتح ہمارے مقدر میں لکھی جانی چاہیئے۔ غیر کے مقدر میں نہیں لکھی جانی چاہیئے۔ اس کے لئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل ۱۴/ نومبر ۱۹۸۲ء)

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول فرماتے ہیں:
کیا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو اسباب کو مہیا نہیں کرتا اور وہ انسان تو بہت ہی بدقسمت ہے جس کو اسباب میسر ہوں لیکن وہ ان سے کام نہ لے۔
(خطبات نور جلد اول ص ۷۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرویو ______ یوسف سہیل شوق

محترم محبوب عالم صاحب خالد

محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ۱۳ اپریل ۱۹۰۹ء کو نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم خان صاحب فرزند علی خان صاحب جماعت کے معروف و مشہور خادمِ دین تھے۔ آپ وہ پہلے شخص تھے جن کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے نظام امارت جاری کرنے کے بعد امیر مقرر کیا۔ محترم خالد صاحب نے بتایا کہ میرے والد صاحب کی حضرت امام جماعت الثانی سے گہری دوستی تھی۔ جب میرے والد صاحب ۱۹۱۳ء میں بلادِ عربیہ تشریف لے گئے۔ تو ان کی ملک سے غیر حاضری میں ہمارا قیام دار ۔ ۔ ۔ میں تھا۔ میری عمر اس وقت ۴ سال تھی۔ مجھے حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کو بھی دیکھنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ نے لمبا چوغہ، ڈھیلی ڈھالی پگڑی باندھی ہوئی تھی اور آپ اپنے گھر میں عورتوں میں درس دے رہے تھے۔ یہ نظارہ مجھے یاد ہے۔ عورتیں برقعوں میں کمرے کی دیواروں کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھیں۔ کمرے کے درمیان میں حضور دیوار کے ساتھ کھڑے درس دے رہے تھے۔

ایک بار جبکہ میں دار ۔ ۔ ۔ میں تھا میں اور ایک اور لڑکا کھیل رہے تھے۔ اچانک اس نے مجھے دھکا دیا اور میں سیڑھیوں سے لڑھکتا ہوا نیچے آکر گرا۔ مجھے کوئی چوٹ تو نہیں آئی مگر مجھے گرتا دیکھ کر حضرت اماں جان نے جلدی سے مجھے اٹھایا اور گرم دودھ پلایا۔

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ اس معمولی سے حادثے نے میری زندگی کی یادوں میں ایک ناقابلِ فراموش اضافہ کر دیا۔

۱۹۲۱ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اعلان فرمایا کہ میں اپنے سب بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کرواؤں گا جماعت کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کرائے۔ اس وقت مدرسہ احمدیہ میں پرائمری پاس طلبہ کو داخل کیا جاتا تھا۔ مکرم خالد صاحب نے اس وقت چھ جماعتیں پاس کی تھیں۔ ان کے والد صاحب نے حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں انہیں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کرا دیا۔ بورڈنگ میں ان کی رہائش رکھی۔ دو سال بورڈنگ میں گزارنے کے بعد ۱۹۲۳ء میں ان کی حقیقی والدہ قادیان میں آگئیں۔

مکرم خالد صاحب نے بتایا کہ مدرسہ احمدیہ میں تیسری جماعت سے پانچویں جماعت تک حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ الثالث) میرے کلاس فیلو رہے ہے۔ شروع سے ہی ہمارے درمیان بڑی دوستی ہو گئی۔ اور بڑا گہرا رابطہ پیدا ہو گیا۔ حضور نے اس دوستی کو آخری دم تک نبھایا۔ آپ احمدیہ ہوسٹل لاہور میں میرے قیام کے دوران میرے کمرے میں آکر میری چارپائی پر لیٹ جاتے۔ کافی دیر تک ساتھ رہتے

۱۹۳۱ء میں مکرم خالد صاحب نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ درمیان میں کچھ عرصہ بیمار رہے۔ ان کے ہم جماعتوں میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب، محترم مولانا احمد خان صاحب نسیم۔ چوہدری محمد شریف صاحب بلادِ عربیہ والے اور مکرم صالح محمد صاحب شامل تھے۔ اس کے بعد انہوں نے میٹرک پاس کیا۔ اور گورنمنٹ کالج لاہور میں ایف اے میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۳۶ء تک کا عرصہ گورنمنٹ کالج میں لگایا اور ۱۹۳۶ء میں بی اے آنرز پاس کیا۔ ابھی بی اے کا رزلٹ نہیں نکلا تھا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے حکم سے یکم جون ۱۹۳۶ء سے خدمتِ دین پر لگا دیئے گئے۔ وہ دن اور آج کا دن ساڑھے چھپن سال گزر گئے ہیں ساری عمر دین کی خدمت میں ہی بسر ہوئی ہے۔ آج بھی جبکہ عمر چوراسی برس ہونے کو آ رہی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ کے ناظر ہونے کی ذمہ داریاں بخوبی بجا لا رہے ہیں۔ اس میں ملک بھر کے دوروں کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

محترم خالد صاحب نے اپنی ابتدائی تقرری کے بارے میں بتایا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے جو ان دنوں ناظر تعلیم تھے بتایا کہ گرلز سکول میں مڈل پاس طالبات کے لئے دینیات کی کلاس کے اجراء کے لئے ایک استاد کی ضرورت تھی اس کے لئے کسی خاتون کی تعیناتی کا خیال تھا۔ مگر حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے فرمایا کہ الفضل میں محبوب عالم خالد کے دو مضامین پڑھ کر انہیں ہی اس عہدہ پر لگانے کا فیصلہ کیا گیا۔ مکرم خالد صاحب نے بتایا کہ طالبات سختی سے پردہ کی پابند تھیں پسِ پردہ بیٹھتیں اور اس طرح تعلیم جاری رہتی۔ مکرم خالد صاحب نے بتایا کہ الفضل میں شائع ہونے والے مضامین تجزیہ نفس (سائیکو اینے لے سس) پر لکھے گئے تھے

۱۱ ستمبر ۱۹۳۷ء کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ناظر تعلیم نے حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ جامعہ احمدیہ میں ایک انگریزی کے استاد کی ضرورت ہے۔ اگر اجازت دی جائے تو محبوب عالم خالد صاحب کو یہاں تبدیل کر دیا جائے اس پر حضور نے ارشاد فرمایا:

"گو میرے نزدیک تو ان کی مدرستہ البنات میں بھی بہت ضرورت ہے نگران کی بہتری کے لئے ان کو جامعہ میں تبدیل کر دیا جائے"

اس طرح سے مکرم خالد صاحب جامعہ میں آ گئے۔ وہاں پر انگریزی کے علاوہ مولوی فاضل کا دوسرا پرچہ پڑھانا بھی ان کے ذمہ تھا۔ یہاں پر ان کے شاگردوں میں مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی، مکرم بریگیڈیئر ریٹائرڈ وقیع الزمان خان، مولانا غلام باری سیف صاحب۔ مولانا سید احمد علی شاہ صاحب، مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مربی ہالینڈ اور مکرم مولوی محمد صدیق صاحب لائبریرین شامل تھے۔

خدام الاحمدیہ کا آغاز

مکرم خالد صاحب نے بتایا کہ ایک دن ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء کو خاکسار جامعہ احمدیہ سے گھر واپس آیا تو حضرت امام جماعت الثانی کا پیغام بر آیا کہ حضور نے یاد فرمایا ہے۔ خاکسار حاضر ہوا۔ یہ مصری فتنہ کے دنوں کی بات ہے۔ حضور نے ایک ٹریکٹ مجھے دیا کہ ۲۰ گریجوایٹ واقفین میں سے کچھ اپنے ساتھ لو اور کچھ علماء اور جامعہ احمدیہ کے چند طلباء ساتھ لو اور اس کے جوابات لکھو۔ ساتھ ہی فرمایا کہ اگر کسی کتاب کی ضرورت ہو تو رات بارہ بجے بھی میرے پاس آ جاؤ تو میں اپنی لائبریری سے کتاب دے دوں گا۔ چنانچہ ہم نے کام شروع کر دیا۔ ۴ فروری کو فرمایا کہ اس تنظیم کا انتخاب کروا لو۔ چنانچہ ہمارے مکان مبارک منزل کے ایک کمرے میں انتخاب ہوا۔ مکرم مولوی قمر الدین صاحب صدر، خاکسار کو جنرل سیکرٹری اور مکرم خلیل احمد ناصر صاحب کو اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ رات کو عشاء کے بعد خاکسار نے رپورٹ پیش کی۔ حضور نے پیڈ لے کر اس پر اپنے ہاتھ سے اس تنظیم کا نام لکھ دیا

"مجلس خدام الاحمدیہ"

اس سے قبل کوئی نام نہیں تھا ہم لوگ یونہی کام کر رہے تھے۔ اس کے بعد قریباً چھ ماہ تک حضور نے خطبات میں اس تنظیم کے اغراض و مقاصد اور طریقِ کار کے بارے میں ہدایات دیں۔ حضور کی خدمت میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ خاکسار ہی جایا کرتا تھا۔ ہمارا کوئی دفتر نہیں تھا۔ ایک دن فرمایا کہ انٹر کالیجیئیٹ ایسوسی ایشن لاہور کا وفد آیا ہوا ہے۔ اس کو مدعو کر لو جامعہ میں۔ میں آؤں گا۔ چنانچہ جامعہ احمدیہ کی طرف سے یہ تقریب ہوئی۔ چار گھنٹے تک حضور نے مغربی تہذیب کے خلاف تقریر کی۔ ایک پرانی سی کار میں حضور واپس تشریف لے جانے لگے۔ پہلو میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اگلی سیٹ پر اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری مکرم عبدالرحمٰن انور صاحب تھے۔ اس موقعہ پر میں نے عرض کیا کہ خدام الاحمدیہ کے ٹریکٹ کیلئے حضور نے فرمایا تھا کہ کچھ رقم عطا فرمائیں گے اس پر حضور نے ابتدائی طور پر تنظیم کے اخراجات کے لئے چالیس روپے عطا فرمائے اس سے مصری کے ٹریکٹ کے جواب میں مضامین ہم نے تیار کئے حضور خود ان کی کانٹ چھانٹ کیا کرتے تھے۔ یہ مضامین زیادہ تر خاکسار کے اور محترم خلیل احمد صاحب ناصر کے لکھے ہوئے تھے۔ ابتداء میں چار ٹریکٹ میرے نام سے یعنی "محبوب عالم خالد جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ" کے نام سے شائع ہوئے۔

اس کے بعد خاکسار نے ایم اے عربی کا امتحان دینا تھا۔ چنانچہ میں نے پرائیویٹ تیاری کی۔ اس مقصد کے لئے رخصت حاصل کی چنانچہ میری جگہ مکرم خلیل احمد ناصر صاحب جنرل سیکرٹری بن گئے۔ اس کے بعد جب حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب آکسفورڈ سے تعلیم حاصل کر کے واپس آئے تو وہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ منتخب ہوئے۔ جب حضرت صاحبزادہ صاحب صدر ہوئے تو صاحبزادہ صاحب اور خاکسار نے مل کر خدام الاحمدیہ کا دستور تجویز کیا۔ پھر خاکسار پانچ سات سال تک مہتمم اطفال رہا۔ اور عہدوں پر بھی کام کرتا رہا۔ ۱۹۴۹ء میں جب خاکسار کی عمر ۴۰ سال ہو گئی تو خدام الاحمدیہ سے فارغ ہوا۔ ان دنوں میں معتمد تھا۔

۱۹۵۵ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ مجلس انصار اللہ کا آئین بنانے کے لئے جو کمیٹی بنی اس میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب، محترم مرزا عبدالحق صاحب اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ خاکسار بھی ممبر تھا۔ اس کمیٹی نے دستور مرتب کیا۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی سے اس کی منظوری حاصل کی۔ خاکسار ساڑھے چودہ سال مجلس انصار اللہ کا قائد عمومی رہا۔ اجتماعات کے تمام پروگرام بنانا میری ڈیوٹی تھی۔

رسالہ انصار اللہ نکلا تو ایک عرصہ تک ہر پرچہ میں خاکسار کا مضمون شائع

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

فیض محمد صاحب، صادق ایڈووکیٹ لاہور لکھتے ہیں۔ میری دو بہنیں تھیں۔ بڑی امۃ الرحمان اور چھوٹی امۃ الحفیظ شوکت۔ بڑی بہن تو ہم سب بہن بھائیوں میں سے بڑی تھیں اور چھوٹی بہن مجھ سے بڑی تھی میں سب سے چھوٹا ہوں۔ بہن امۃ الرحمان تقسیم ہند سے قبل ہی وفات پاگئیں اور قادیان میں مدفون ہیں۔ میری والدہ حضرت رحیم بی بی صاحبہ جنہوں نے اپنے بچپن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو کئی دفعہ پنکھا جھلنے کی سعادت پائی اس وقت فوت ہو گئیں جب میں ابھی گیارہ ماہ کا تھا۔ چنانچہ مجھے میری دادی محترمہ رحمت بی بی صاحبہ نے پالا اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ میری تربیت میں میری دادی کے علاوہ میری بڑی بہن کا خاصا ہاتھ تھا جس وقت وہ فوت ہوئیں میں پندرہ سولہ سال کا تھا اور اس تمام عرصے میں انہوں نے خوب خوب میری تربیت کی۔ میں اپنی دادی کا بھی انتہائی طور پر ممنون ہوں جنہوں نے ماں جیسی محبت دے کر مجھے پالا اور میں اپنی بڑی بہن امۃ الرحمان صاحبہ کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے میری تربیت کے لئے ہر ممکن تگ و دو کی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان دونوں کی تربیت نے مجھے محنت اور مشقت کی ایسی راہ پر ڈال دیا کہ باوجودیکہ میں نے میٹرک کے بعد تعلیم چھوڑ دی تھی۔ لیکن کچھ ہی عرصے بعد امتحان پاس کرتے شروع کئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بی اے ایل ایل بی تک پہنچنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ اور ایک لمبا عرصہ میں نے لاہور ہائیکورٹ میں کام کیا۔ اب بطور ایڈووکیٹ پریکٹس کر رہا ہوں۔ بڑی بہن کا رشتہ ہمارے رشتے کی ایک پھوپھی کے بیٹے محمد شفیع صاحب انور سے ہوا جو پہلے تو دکان کرتے تھے پھر فوج میں بھرتی ہو کر چلے گئے جب وہ فوج میں بھرتی ہوئے تو مجھے اکثر اپنی بہن کے ہاں جا کر رہنے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور ان کی زندگی میں جو گھریلو اتار چڑھاؤ آتے رہے ان سے میں پوری طرح واقف رہا۔ میں قادیان سے گورداسپور اور وہاں سے والد صاحب کے پاس امرتسر آگیا۔ وہاں والد صاحب گورنمنٹ ہائی سکول میں ٹیچر تھے اس عرصے میں میری بڑی بہن بیمار پڑ گئیں میری دادی اماں انہیں اپنے گھر لے آئیں۔ اور یہیں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی بیماری کے دوران جب والد صاحب کو خبر ملی تو والد صاحب اور میں قادیان پہنچے لیکن ہمارے قادیان پہنچنے سے قبل بہن وفات پا چکی تھیں۔ اور ان کا جنازہ بہشتی مقبرہ میں پڑا تھا۔ مجھ سے ہمیشہ بڑے پیار اور محبت سے پیش آتیں۔ چھوٹا جان کر طرح طرح کی دل خوش کن باتیں کرتیں انہوں نے اپنی یادگار ایک لڑکا محمد جمیل انور اور دو لڑکیاں امۃ الرشید اور امۃ الحمید پیچھے چھوڑیں۔ امۃ الحمید پاکستان آکر وفات پاگئیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کے بچے اب خاصے تعلیم یافتہ ہیں۔ امۃ الحمید کے متعلق ایک بات کا ذکر نامناسب نہ ہوگا اور وہ یہ کہ جب میری بہن سنہ ۱۹۴۷ء میں سکھوں کے حملے کے وقت گھر سے نکلیں تو ایک سکھ نے امۃ الحمید پر تلوار کا وار کیا لیکن خدا کے فضل سے وہ وار ناکام رہا۔ اگرچہ امۃ الحمید کی سر کے بال (چوٹی) بہت حد تک کٹ گئی۔ امۃ الرشید اور محمد جمیل انور خدا کے فضل سے بقید حیات ہیں۔ بہن امۃ الرحمان جیسا کہ میں نے بچپن سے ہی انہیں دیکھا عبادت گذار تھیں صدقہ و خیرات کا خیال رکھتیں جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ چونکہ آواز اچھی تھی اپنی ہم عمر خالہ کے ساتھ مل کر لجنہ کے اجلاس میں نظم پڑھتیں نہ صرف اپنوں سے بلکہ دوسروں سے بھی خلوص دل سے پیش آتیں۔ طبیعت میں سادگی تھی لیکن اس سادگی کے ساتھ صفائی کا خاص طور پر خیال رہتا۔

دوسری بہن امۃ الحفیظ شوکت جسے میں ہمیشہ نکی آپا یعنی چھوٹی آپا کہہ کر پکارتا تھا کی شادی سلطان احمد صاحب طاہر سے طے ہوئی اور خدا کے فضل سے یہ ایک بہت اچھا جوڑا ثابت ہوا۔ چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر نے دینی کاموں میں بھی خوب حصہ لیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فراخی بھی خاصی عطا کی اور ان دونوں باتوں میں میں سمجھتا ہوں کہ میری بہن کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ قادیان میں سنہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آکر ربوہ میں رہائش اختیار کی اگرچہ ربوہ آنے سے پہلے کچھ عرصہ انہیں اوچے مانگٹ جہاں ان کا سسرال تھا بھی رہنے کا موقع ملا۔ ربوہ میں کچھ عرصہ کی رہائش کے بعد بہن امۃ الحفیظ شوکت بال بچوں کے ہمراہ کراچی رہنے لگیں۔ ان کی طبیعت میں انکسار محنت کا جذبہ اور ہر کس و ناکس سے پیار تھا۔ حتی الامکان دوسروں کی خدمت بجا لاتیں۔ جس طرح خاوند نے ترقی کی طرف قدم بڑھائے انہوں نے اپنی عقلمندی سے گھر کو سنبھالا اور نہ صرف جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ غیر از جماعت حضرات سے بھی تعلقات بڑھائے۔ جہاں سے سودا سلف خریدتیں وہیں جماعت کا ذکر بھی کرتیں بلکہ لٹریچر بھی پیش کرتیں اور اپنے مافی الضمیر کو نہایت آسانی کے ساتھ قابل فہم بنا کر اپنی بات سمجھاتیں۔ غیر از جماعت بچوں کو دینداری کی طرف لانے کے لئے گھر پر پڑھاتیں وفات کے وقت بھی وہ جن بچوں کو پڑھا رہی تھیں وہ انہیں اپنی ماں ہی کا درجہ دیتے تھے۔ چندوں کا خاص خیال رکھتیں۔ غرباء میں کپڑے اور کھانا تقسیم کرتیں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ اکثر و بیشتر ربوہ میں بعض لوگوں میں کپڑے تقسیم کرنے کے لئے کراچی سے گٹھڑیاں باندھ کر بھیج دیا کرتی تھیں۔ گھر میں ہر وقت مصروف عمل رہتیں۔ بچوں کی تربیت بہت اچھی کی۔ ان سے پیار بھی کیا اور پڑھایا لکھایا بھی۔ سلیمان احمد طاہر ایم۔ بی۔ اے بڑے بیٹے ایک اسٹیٹ کمپنی کے مینیجنگ ڈائریکٹر ہیں اور پراپرٹی ڈیلر بھی۔ داؤد احمد طاہر بی۔ ڈی۔ ایس دانتوں کے ڈاکٹر کراچی میں پریکٹس کرتے ہیں۔ جماعت کی طرف سے چند سال گیمبیا میں جا کر بھی دینی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ مسعود احمد کراچی میں کاروبار کرتے ہیں۔ امۃ الحکیم بڑی لڑکی نے ایم۔ ایس۔ سی کیا اس سے چھوٹی لڑکی طاہرہ شمیم نے ایم بی بی ایس کیا۔ سب سے چھوٹی بیٹی جو اس وقت ایم۔ ایس۔ سی کا فائنل دے رہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ ذہین ہے۔ گذشتہ دنوں امریکہ اور کینیڈا سے آنے والی تعلیمی ٹیموں نے جب کراچی یونیورسٹی کے بعض طلباء کا انٹرویو لیا تو اس بچی کو جس کا نام آصفہ ہے انہوں نے تلقین کی کہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھے اور جب بھی چاہے کینیڈا اور امریکہ کی یونیورسٹیوں کے دروازے اس کے لئے کھلے ہونگے۔

میری بہن کو جب بھی لندن جانے کا موقعہ ملا حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اکثر حاضری دیتیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی سارے خاندان کے افراد کے نام لے کر حال پوچھتے اور پیار کا اظہار فرماتے۔ آخری بیماری کے دوران جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا وہ مجھے اور کہیں کم نظر آیا۔ ہر آن اللہ تعالیٰ کو یاد کرتیں۔ دعاؤں میں لگی رہتیں۔ کبھی مایوسی کے آثار چہرے پر نظر نہ آئے۔ بیماری کے دوران جب میں کراچی گیا تو میری طبیعت بھی سخت بے چین تھی۔ میں نے واپس جانے کی اجازت چاہی پہلے تو ٹھہرنے کے لئے کہا پھر جب اصرار کیا تو اجازت دے دی اور خدا حافظ کہا۔ بیماری سے پہلے جب میں کراچی گیا تو بہت نحیف اور لاغر پایا۔ کہنے لگی معدہ، جگر کام نہیں کرتا۔ موشنز بہت آتے ہیں۔ جگر میں زیادہ نقص پیدا ہو گیا ہے۔ خون کی الٹیاں آنی شروع ہو گئیں۔ ایک ماہ آغا خاں ہسپتال میں بیمار رہ کر اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں۔ آخری کچھ دن مشن ہسپتال میں بھی گذارے۔ موصیہ تھیں کراچی سے جنازہ ربوہ لایا گیا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بچے اگرچہ مجھے بہت پیار سے کراچی بلاتے ہیں مگر میں ہوں کہ میرا دل اب اس گھر میں جانے کو نہیں چاہتا۔ کہ میری بہن وہاں نہیں ہے۔ اگرچہ میں ان کے بچوں کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں ضرور ان کے پاس جاتا رہوں گا۔ اور ان سے پہلے سے بھی زیادہ محبت کرونگا۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری دونوں بہنوں کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بیماری کے دوران ان کے بچوں نے ان کی بڑی خدمت کی۔ دن رات ایک کر دیا سات سال قبل بھی اسی بیماری نے حملہ کیا تھا۔ تو سلیمان احمد طاہر لندن لے گئے تھے۔ اور وہاں علاج کروایا تھا۔ اب ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ ایسے حملہ کے

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب ربوہ سے لکھتے ہیں:

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ کبھی نہیں بھولا۔ جموں میں ہمارا مکان ریلوے سٹیشن سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ عام طور پر ریلوے سٹیشن پر تانگہ پر ہی پہنچنا ہوتا تھا۔ میں اپنی والدہ کے ساتھ تانگہ پر بیٹھ کر منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھا۔ ہم گھر سے عین وقت پر ہی روانہ ہوئے تھے۔ لیکن جوں جوں ہم ریلوے سٹیشن کی طرف بڑھتے گئے۔ میں نے محسوس کیا کہ وقت تنگ اور فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ہم گاڑی نہیں پکڑ سکیں گے۔ اس لئے میں نے گھبراہٹ کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ محترمہ والدہ موصوفہ کو لیٹ روانہ ہونے پر اپنی نادانی کی وجہ سے ذمہ دار قرار دینے لگا۔ جموں توی کے پل پر سے ہی ریلوے سٹیشن جو "ان چھتا" ہے نظر آ جاتا ہے۔ گاڑی کھڑی تھی۔ گارڈ کی آخری سیٹیوں کی زوردار آواز بتلا رہی تھی کہ گاڑی چھوٹنے ہی والی ہے۔ تانگہ والا رفتار تیز تر کر رہا تھا کہ مبادا ہم گاڑی سے رہ جائیں۔ اور ادھر میرا غصہ اور ناراضگی والدہ صاحبہ کو پریشان کر رہی تھی۔ میں مایوسی میں تانگہ والے کو کہہ رہا تھا کہ گھوڑے کو کیوں ہلکان کر رہے ہو۔ ابھی فاصلہ کافی باقی ہے۔ گاڑی کو پکڑنا ممکن نہیں۔ لیکن میری بزرگ اور دعاگو والدہ اسی دعا میں مصروف تھیں کہ یا الٰہی! اپنے فضل سے ہمیں گاڑی پر سوار ہونے کی توفیق دیجیو۔ اور ساتھ ہی مجھے تسلی دے رہی تھیں کہ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں گاڑی مل جائے گی۔ میں کہوں کہ ہم کسی صورت میں بھی سوار نہیں ہو سکتے۔ گارڈ جو ہاتھ میں جھنڈی لئے اور منہ میں وسل دبائے گاڑی چلانے کے آخری مراحل طے کر رہا تھا۔ اس لئے میں نے مادی اسباب کے مدنظر محسوس کیا کہ پلیٹ فارم پر پہنچنے تک گاڑی تو چھوٹ جائے گی۔ لیکن میری والدہ ہیں کہ امید کا دامن پکڑے بیٹھی ہیں۔ اپنی کمسنی کی وجہ سے مجھے حالات اس رائے کو سختی سے اپنانے کی تلقین کر رہے تھے کہ گاڑی پکڑنا ہمارے بس کا روگ نہیں اور ہمیں اسی تانگہ پر چند لمحوں کے بعد تین میل کا فاصلہ اور سفر کی کوفت مزید برداشت کرنا ہوگی۔ ادھر بزرگ والدہ کی دعا رنگ لا رہی تھی۔ گارڈ نے دور سے ہمارے تانگہ کی تگ و دو کو بھانپ لیا اور ہاتھ میں پکڑی جھنڈی کو ہلانا بند کر دیا۔ اور خلاف توقع اور روایات ہمیں اتنی مہلت دی کہ ہم تانگہ سے اتر کر ٹکٹ خریدیں اور گاڑی میں سوار ہو جائیں۔ چنانچہ اس نیک بخت گارڈ نے گاڑی اس وقت چلائی جب ہم ضروری مراحل طے کر کے گاڑی میں سوار ہو گئے۔ حالانکہ گاڑی کے چھوٹنے کا وقت ہو چکا تھا اور گاڑی میں سفر کرنے والے مسافر بھی ہمارے گاڑی پر سوار ہونے کی کیفیت دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ سو بعض دفعہ ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ دعاؤں کے زور سے مسافر باوجود لیٹ ہو جانے کے منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔

بقیہ: ص ۴

ہوتا رہا۔ مضمون نگاری کا ذکر آیا تو محترم خالد صاحب نے بتایا کہ ۱۹۵۳ء میں خاکسار نے ایک مقالہ لکھا، حضرت بانی سلسلہ کا اسلوب تحریر۔ یہ مضمون لاہور میں محترم قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے کی صدارت میں ہونے والی ایک تقریب میں پڑھا گیا۔ الفضل میں اس کا خلاصہ شائع ہوا۔ بعد میں یہ مضمون کسی نے لیا اور گم کر دیا۔ اس کے علاوہ الفضل اور دیگر رسالوں میں کئی مضامین لکھنے کا موقع ملتا رہا۔

واپس ۱۹۳۹ء کے حالات کی طرف آتے ہوئے محترم خالد صاحب نے بتایا کہ ۱۹۳۹ء میں انہوں نے ایم اے عربی کیا ۱۹۴۰ء میں بی ٹی کیا۔ ۱۹۴۱ء میں ٹی آئی ہائی سکول تبدیلی ہوئی۔ وہاں سے ۱۹۴۶ء میں ٹی آئی کالج میں منتقل ہو گئے۔ ۱۹۴۱ء میں جب آپ ٹی آئی ہائی سکول میں تھے تو آٹھویں کی کلاس کو انگریزی پڑھایا کرتے تھے۔ ۱۹۴۱ء میں ان کی آٹھویں کی کلاس میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب بھی شامل تھے۔

مکرم خالد صاحب نے بتایا کہ ۱۹۴۶ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء تک خاکسار کالج میں رہا۔ ۱۹۵۰ء میں خاکسار نے ایم اے اردو کیا۔ یہ وہ پہلا سال تھا جب پنجاب یونیورسٹی نے پہلی بار ایم۔ اے اردو کا امتحان لیا۔ محترم خالد صاحب کا تعلیمی میدان کئی تبدیلیوں پر مشتمل رہا۔ بی اے آنرز میں سائیکالوجی مضمون تھا۔ پھر عربی میں ایم اے کیا پھر اردو میں ایم۔ اے کیا۔ اور کالج میں آکر تو ان کا مستقل مضمون اردو ہی بنا رہا اور بطور صدر شعبۂ اردو کام کرتے رہے۔ محترم خالد صاحب نے بتایا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی خاکسار پر خاص نظر عنایت تھی۔ اپنی امامت سے پہلے ۱۹۶۲ء میں مجھے صدر صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں سیکرٹری لگا دیا۔ حضور اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے صدر تھے۔ اس طرح انجمن کے سارے کاغذات کی تیاری میرے سپرد کر دی گئی۔ جب حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت بنے تب بھی دن رات بغیر کسی عہدے کے حضور کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۶۹ء کو جب خاکسار کالج سے ریٹائر ہونے لگا تو مجھے ایک ماہ کی توسیع دی گئی اور ۳۰ اپریل ۱۹۶۹ء کو حضور امام جماعت الثالث نے خاکسار کو ناظر بنا دیا۔ تب سے آج تک ساڑھے تئیس سال کا عرصہ گذرتا ہے اس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کا موقع دے رہا ہے۔

اس دوران ناظر ہونے کے ساتھ ساتھ ۷ سال آٹھ ماہ حضور کا پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے حضور کے قدموں میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ مجھے یہ سعادت ملی کہ رات کے دس دس بارہ بارہ بجے تک حضور کے ساتھ کام کا موقع ملتا رہا۔ جب میں پرائیویٹ سیکرٹری نہ ہوتا تب بھی خاکسار جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ سلام عرض کرتا۔ پوچھتے کون ہے؟ میں عرض کرتا۔ خالد! حضور دروازہ کھولتے اور بعض دفعہ مزاحاً فرماتے۔ "خالد خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں"۔ حضور خاکسار کو "تم" کہہ کر بلاتے۔ حضور کے سارے قریبی رفقائے کار مجھ پر رشک کرتے کہ صرف آپ کو "تم" کہہ کر بلاتے ہیں۔ ہماری بھی حسرت ہے کہ حضور کبھی ایسی بے تکلفی سے ہمیں بھی بلائیں۔

محترم خالد صاحب نے بتایا میں گمنامی کی حالت میں خاموشی سے کام کرتا رہا ہوں اسی طرح کرنا چاہتا ہوں کبھی میں اپنے مددگار کارکن کے ساتھ نکلتا ہوں تو اسے سلام کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں اور مجھے پہچاننے والے کم! میرے کام تو خدا کے فرشتے کر رہے ہیں میں تو نہیں کر سکتا۔

محترم خالد صاحب نے کامیابی کا گر پوچھنے پر بتایا۔ کامیابی دعا اور اللہ کے فضل پر موقوف ہے مجھ میں کوئی خوبی اور صلاحیت نہیں تھی۔ ہاں میں نے کوشش کی کہ وقت کی پابندی اور فرض شناسی سے سارے کام بجا لاؤں۔ اللہ سے مدد مانگ کر سارے کام کئے ہیں۔ اصل چیز دعائیں ہیں جو اللہ کے فضل کو کھینچتی ہیں۔

آج بھی اللہ کے فضل و کرم سے میں اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے دعائیں کرتا ہوا ملک بھر کی جماعتوں کا سفر کرتا ہوں۔ ۱۳ سال پہلے ایک جماعت کے امیر نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ کا شعبہ تو اردو ادب تھا۔ یہ حساب کتاب کے کام پر کیوں لگا دیا گیا؟ میں نے عرض کیا میں بھی دس سال تک اسی مسئلے پر غور کرتا رہا ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ حضور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سلسلہ کے کاموں کے لئے ماہرین کے گروہ کی ضرورت نہیں میری جگہ مٹی کا ڈھیلا بھی کرسی پر رکھ دیں تو وہ مجھ سے بہتر کام کر سکتا ہے۔ یہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی دعائیں ہوتی ہیں جو کامیابی لاتی ہیں۔ میرا منصب عجز و انکسار عاجزی استغفار اور فرض شناسی ہے

بقیہ ص ۵

بعد سات سال زندہ رہنا بھی ایک معجزہ سے کم نہیں۔ درحقیقت میری بہن میں حوصلہ بہت زیادہ تھا ہمت ہر دم جوان رکھتی تھیں اور بیماری سے نبرد آزما رہتیں۔ خود ہی ڈاکٹروں کے پاس جانا اور گھر کا بھی ہر طرح خیال رکھنا معمول کی بات تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

عیب شماری کی بجائے اپنی اصلاح کریں

"عیب شماری کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا ٹھیک نہیں۔ کچھ اپنی اصلاح بھی چاہیئے ہمیشہ کسی دوسرے کی عیب چینی سے پہلے اپنی گذشتہ عمر پر نگاہ ڈالو ہم نے اپنی زندگی میں کتنی تبدیلی کی ہے ایک عیب کی وجہ سے ہم کسی شخص کو برا کہہ رہے ہیں۔ کیا ہم میں بھی کوئی عیب ہے یا نہیں اور اگر اس کی بجائے ہم میں یہ عیب ہوتا اور ہماری کوئی اس طرح پر غیبت کرتا تو ہمیں برا معلوم ہوتا یا نہیں"۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ محترم کریم الدین طاہر صاحب معلم وقف جدید کے خسر مکرم چوہدری بگا خان صاحب ایک ہفتہ سے بیمار ہیں اور آج کل فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ محترم سیف علی صاحب دارالعلوم شرقی کے مثانے کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہوا ہے۔ مثانے میں رسولی پائی گئی ہے۔

○ مکرم سہیل مشتاق صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ فیس آباد کی ٹانگ کی ہڈی جون ۹۲ء میں گولی لگنے سے کافی ضائع ہوئی۔ علاج مسلسل ہو رہا ہے۔ ابھی چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوئے۔

○ محترم رانا محمد ارشد خاں صاحب فیصل آباد گذشتہ تین روز سے شدید بیمار ہیں۔ تیز بخار ہوا بعد میں یرقان کی شکایت ہو گئی۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔ بیہوشی کی کیفیت جاری ہے۔

○ مکرم شمشاد احمد صاحب بمقام اوڑا ضلع سیالکوٹ کی والدہ محترمہ کا مورخہ یکم جنوری ۹۳ء کو ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے جسکے نتیجہ میں دائیں ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ اس وقت مشن ہسپتال سیالکوٹ شہر میں داخل ہیں۔

○ محترمہ نسیم اختر صاحبہ زوجہ مکرم مسعود احمد صاحب دو ماہ سے شدید بیمار ہیں۔

○ مکرم نسیم احمد صاحب کا گرنے سے بازو اتر گیا ہے۔

○ مکرم محمد عارف صاحب جاوید کا ایکسیڈنٹ ہونے سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اور دوسری ٹانگ بھی چوٹ کے باعث کام نہیں کر رہی۔

احباب ان سب کے لئے دعا کریں۔

ولادت

○ مکرم محمد ابراہیم خان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ چک نمبر ج.ب ۹۸ ضلع فیصل آباد کو اللہ تعالیٰ نے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام حضور نے محمد دانیال خان تجویز فرمایا ہے۔ جو مکرم محمد یعقوب خان صاحب آف لستان افغاناں تحصیل شکر گڑھ کا پوتا مکرم رشید احمد ایاز صاحب آف ربوہ کا نواسہ ہے۔

احباب نومولود کی درازی عمر صحت و سلامتی اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

محترمہ نفیسہ بیگم صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ گوجرانوالہ زوجہ چوہدری ظفر اللہ خان ایڈووکیٹ سابق امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۳ جنوری ۱۹۹۳ء کو انتقال فرما گئیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ جن کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ آپ محترم چوہدری ظفر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ کی والدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

احمدی طالبات متوجہ ہوں

وہ تمام احمدی طالبات جو کسی مخلوط تعلیمی ادارہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہیں (انہوں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہو کہ اس مخلوط تعلیمی ادارے کے بغیر تعلیم ممکن نہیں) کے لئے ضروری ہے کہ وہ نظارت تعلیم کے توسط سے حضور انور سے با پردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حاصل کریں اسی طرح وہ تمام احمدی طالبات جنہوں نے ابھی تک لاعلمی کی بناء پر یہ اجازت حاصل نہیں کی اور وہ کسی مخلوط تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ فوری طور پر نظارت تعلیم کے توسط سے حضور انور سے با پردہ رہ کر تعلیم حاصل کرنے کی اجازت حاصل کریں۔

(نظارت تعلیم)

بقیہ کالم ۴

اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد اشرف چیمہ B-1 شیٹ نمبر ۲۶ ماڈل کالونی کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ عبدالمالک خان وصیت نمبر 17218

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۷۶۴ میں سمیرا سلیم زوجہ بشیر احمد طارق قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱۰-۲۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند محترم -/۱۰۰۰۰ روپے (۲) زیورات طلائی ۲۵ تولہ مالیتی -/۸۰۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ سمیرا سلیم ۴/۴۳ ماڈل کالونی کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ چوہدری محمد سلیم ۴/۴۳ ماڈل کالونی کراچی۔

مسل نمبر ۲۸۷۶۵ میں عبدالشکور شاہد ولد مولانا عبدالمنان شاہد قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱۰-۲۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ۱۰ مرلہ واقع دارالعلوم غربی ترکہ والد صاحب کا ۱/۶ حصہ مالیتی مبلغ -/۷۰۰۰ روپے۔ (۲) پلاٹ نمبر ۱۱۷ رقبہ ۱۲۰ مربع گز گلشن اقبال ترکہ والد صاحب کا ۱/۶ حصہ مالیتی -/۱۸۴۷۲ روپے۔ ۳۔ پلاٹ رقبہ ۴۰۰ مربع گز گلشن مہران کا ۱/۶ حصہ مالیتی مبلغ -/۷۰۰۰ روپے۔ کل جائیداد مالیتی -/۲۳۲۴۷۲ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۸۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ عبدالشکور شاہد ۱۴/۱۸۸۹ R دستگیر سوسائٹی کراچی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری صغیر احمد چیمہ صدر مجلس موصیان کراچی۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد احمد طاہر وصیت نمبر ۲۶۸۰۶۔

مسل نمبر ۲۸۷۶۶ میں محمد اشرف چیمہ ولد محمد صادق صاحب چیمہ قوم چیمہ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن B-1 شیٹ نمبر ۲۶ ماڈل کالونی کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱۰-۲۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۷۵۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا

باقی کالم ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۱ جنوری۔ دھوپ نکلی ہوئی ہے۔ سردی کی لہر بدستور جاری ہے۔

○ جسٹس گل محمد نے کہا ہے (یہ وفاقی شرعی عدالت کے سابق چیف جسٹس ہیں) کہ ایک دو الیکشن اور ہوگئے تو عوامی نمائندے پورے ملک کی بولی لگا دیں گے۔ انتخابی نظام ایسا بنایا گیا ہے کہ اس میں صرف وہ آدمی چل سکتا ہے جو دو کروڑ خرچ کرکے آئندہ الیکشنوں کے لئے دس پندرہ کروڑ روپے کما سکے انہوں نے مزید کہا کہ ہر پوسٹ کے لئے اہلیت دیکھی جاتی ہے۔ لیکن سیاست کے لئے ایسا آدمی ہونا چاہئے جو اپنے پیسوں سے لوگوں کو خرید سکے مزید انہوں نے کہا کہ عوامی نمائندوں کا اخلاقی معیار اس قدر تبدیل ہوگیا ہے کہ آج تک تو یہ اپنی بولی دے رہے ہیں۔ اگر ایک دو اور الیکشن ہوگئے تو پورے ملک کی بولی بھی لگا دیں گے۔

○ ترکی کے سابق وزیر اعظم بلند ایجوت نے صدر غلام اسحاق خان سے ملاقات کی اس ملاقات میں دونوں ملکوں کے برادرانہ تعلقات اور جمہوریت کی ترقی سے متعلق امور پر گفتگو ہوئی۔

○ اگرچہ آج سے چند روز پہلے تک برطانیہ میں حزب اختلاف کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی عراق کے خلاف ایکشن کے حق میں ہے لیکن اب عراق پر بمباری ہوتے دیکھ کر اسے تشویش پیدا ہوگئی ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ ترکی کے جنوب مشرقی حصے میں گذشتہ روز ایک تودہ گرنے سے بہت سے گھر تباہ ہوگئے اور کہا جاتا ہے کہ ۳۰۰ کے قریب افراد اس تودے کے نیچے آئے ہوئے ہیں۔ زیادہ تر یہ لوگ برف کے نیچے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ برف ٹنوں کے حساب سے وہاں موجود ہے یہ واقعہ اوزن ایلی میں ہوا جو ڈے ڈرٹ DAY DURT سے بیس میل کے فاصلے پر ہے۔

○ بنگلہ دیش میں اسہال کی بیماری سے پانچ ضلعوں میں تقریباً ۴۰۰ افراد اب تک ہلاک ہوچکے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بیماری ایک وباء کی صورت اختیار کررہی ہے ایسے لگتا ہے کہ اگر فوری طور پر بہتر انتظامات نہ ہوسکے تو بہت زیادہ لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے۔

○ صومالیہ میں اس وقت تو امریکی فوجیں خورد و نوش کا سامان حفاظت سے پہنچانے کا انتظام کررہی ہیں۔ امریکہ نے بتایا ہے کہ تقریباً دو ہفتے کے اندر اندر یہ سارا انتظام اقوام متحدہ کے سپرد کردیا جائے گا۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایسا کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ حالات خاصی حد تک اب نارمل ہوچکے ہیں۔ اور اقوام متحدہ کے لئے اب خاصی آسان ہو جائے گی کہ لمبے عرصے تک امن کا قیام کرسکے۔

○ برطانیہ کے وزیر اعظم جان میجر کو مشورہ دیا گیا ہے کہ بھارت کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے وہ اپنا دورہ ملتوی کردیں۔ لیکن ان کے ساتھیوں نے بتایا ہے کہ حالات تو پریشان کن ہیں لیکن جان میجر دورہ ضرور کریں گے۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں اس وقت بھارت کے وزیر اعظم خاصی مشکل میں ہیں۔ اور یہ ساری مشکل بابری مسجد کے انہدام کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔

○ لاہور ایئرپورٹ کے قریب جن چھ اشخاص کو ان کی ٹکٹیں کنفرم ہونے کے باوجود نشستیں نہیں دی جاسکی تھیں اور وہ سڑک کے حادثے میں ہلاک ہوگئے تھے ان کے متعلق وزیر اعظم نے کہا ہے کہ یہ ساری ذمہ داری پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز پر آتی ہے۔ وزیر اعظم نے پی آئی اے کے مینیجنگ ڈائریکٹر نواز ٹوانہ کو ہدایت دی ہے کہ وہ اس ذمہ داری کے متعلق جلد از جلد رپورٹ پیش کریں۔

○ کراچی میں چھاپے مار کر قانون لاگو کرنے والی ایجنسیوں نے ۷۵ افراد کو گرفتار کیا ہے ان میں جوئے باز بھی ہیں چور بھی اور جیب کترے بھی اور انہوں سے غیر قانونی ہتھیار بھی پکڑے گئے ہیں اور اسی طرح چرس بھی۔

○ وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ بابری مسجد کا انہدام ہندوستان اور پاکستان دونوں کی ملی جلی ذمہ داری نہیں ہے۔ اسلام آباد میں اخباری رپورٹروں سے بات کرتے ہوئے وزارت خارجہ کے نمائندے نے کہا کہ جہاں تک اس کے انہدام اور اس کی بے حرمتی کا تعلق ہے یہ ساری اسلامی دنیا کا معاملہ ہے اور عالمی اقدار کو بھارت نے پس پشت ڈال کر یہ کام کیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ معاملہ دراصل بھارت اور دنیا بھر کے اسلامی ممالک کے درمیان طے ہونے والا ہے۔ جہاں تک اسلامی ممالک کا تعلق ہے وہ اس بات پر متفق ہیں کہ وہاں مسلمانوں کا قتل عام اور بابری مسجد کا انہدام بھارت کی ذمہ داری ہے۔

فلو کیوریٹو سمیل

FLU CURATIVE SMELL

ٹیکے کی طرح تیز اثر اور عطر کی طرح بے ضرر

کھانسی، زکام، نزلہ، انفلوئنزا

چھینکوں، ناک کی بندش، گلے کی خرابی، نیز نظام تنفس کی تمام تکالیف میں ایک، دو یا چار مرتبہ سونگھنے سے آرام۔ ایک شیشی تمام گھر کیلئے کافی ہے۔ میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعایت کے ساتھ WITH MONEY BACK GUARANTEE فروخت کرسکتے ہیں۔

قیمت: پاکستان میں -/۲۰ ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) -/۱۰ ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5 $ مع ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کیلئے ریٹ الگ الگ) لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔

موجد: ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر آر ایم پی۔ ایم اے ایل ایل بی۔ فاضل عربی۔ مائنڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ۔ بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن۔ پیشکش کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل گولبازار ربوہ۔ فون آفس ۷۷۱، کلینک ۹۰۶، رہائش ۶۰۷

بے روزگار خدام کیلئے سنہری موقع

۱۔ ہماری فیکٹری میں آٹو ریٹر پارٹس کا کام سکھایا جاتا ہے دوران ٹریننگ -/۸۰ روپے ماہوار وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
۲۔ آفس ورک کے لئے کم از کم میٹرک پاس خدام کی ضرورت ہے جن کی عمر ۲۵ تا ۳۵ سال ہو۔
۳۔ دفتر اور گھر کے لئے دو مددگار کارکنوں کی ضرورت ہے۔

میاں بھائی

پتہ برائے رابطہ: پٹہ کمانی فیکٹری گلی ۵ نزد الفرخ مارکیٹ کوٹ شہاب الدین جی۔ٹی روڈ شاہدرہ۔ لاہور۔ فون: ۷۱۱۷۷۹-۷۱۰۹۳۶

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں

ہر قسم ڈش انٹینا

خریدنے کے لئے

نیو محمود ٹیلیویژن ۲۱۔ ہال روڈ۔ لاہور فون ۲۵۵۴۲۲ ، ۲۲۶۵۰۸

پتہ

حبوب مفید اطہرا — ۱۵ گرام -/۱۶ ، ۶۰ گرام -/۴۸

اکسیر اولاد نرینہ (کورس) -/۱۵۰ روپے

زد جام عشق خاص -/۴۸۰ روپے

روشن کاجل -/۵ روپے

تریاق معدہ -/۱۰ روپے ، -/۲۰ روپے

NASIR

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ